Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities

(Bi-Annual) Trilingual: Urdu, Arabic and English

ISSN: 2707-1200 (Print) 2707-1219 (Electronic)

Home Page: http://www.arjish.com

Approved by HEC in "Y" Category

Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.

Published by the Al-Khadim Foundation which is a registered organization under the Societies Registration ACT.XXI of 1860 of Pakistan

Website: www.arjish.com

Copyright Al Khadim Foundation All Rights Reserved © 2020

This work is licensed under a

Creative Commons Attribution 4.0 International License

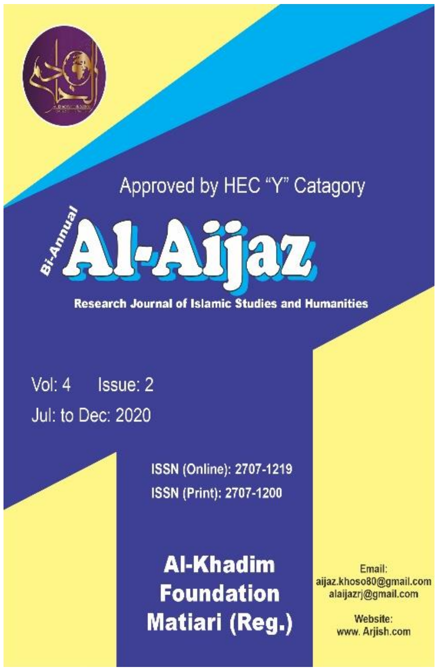

TOPIC:

The Verses of Surat e Yusuf: Analytical Study of Imam Shami's Tafseeri Discussions

AUTHORS:

1. Muhammad Akram Hureri, Ph.D Scholar, Department of Quran & Tafseer, AIOU Islamabad / Ex-Research Associate, Malaya University, Malaysia.
Email: mahurary@gmail.com
2. Hafiz Iftikhar Ahmad, Chairman Islamic Studies Department, Islamic University Bahawalpur.
https://orcid.org/0000-0003-0602-1278

How to cite:
Hureri, . M. A., & Ahmad, H. I. . (2020). U-1 The Verses of Surat e Yusuf: Analytical Study of Imam Shami's Tafseeri Discussions . *Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities*, *4*(2), 11-24.
https://doi.org/10.53575/u1.v4.02(20).11-24
URL: http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/129

QR Code

Vol: 4, No. 1 | January to June 2020 | Page: 11-24

Published online: 2020-09-10

آیات سورہ یوسف: امام شامیؒ کی تفسیری مباحث کا تجزیاتی مطالعہ

The Verses of Surat e Yusuf: Analytical Study of Imam Shami's Tafseeri Discussions

Muhammad Akram Hureri*
Hafiz Iftikhar Ahmad**

Abstract

Imam Mohammad bin Yusuf Shami RA (942 h) is one of the famous personality in the Islamic history. He wrote several books related Islam. One of the most precious book named "Sublul Huda wal Rashad fi Seerat e Khair e Ebad" belongs to life of Muhammad PBUH. Imam Shami RA quoted many verses of the Holy Quran in that book to describe life of Holy Prophet PBUH. In this article, we presented the verses of Surat Yusuf which are used in Sublul Huda to know his tafseeri points, causes of 'Nazool' and methodology. Imam Shami discussed seventeen verses of surat Yusuf in his book at different places to state life of the Holy Mohammad PBUH. He quoted many times one verse of the Holy Quran under different topic and chapters, and he gained separate meanings and concepts from that verse to describe life of the Holy Prophet Mohammad PBUH. In this article, it is analyzed that how he get meanings from verses. How Imam shami describes the life of Holy Prophet PBUH in different ways. Further more it will be discussed the introduction of Imam Shami, Sublul Huda and its methodology.

Keywords: Imam Shami, Yusuf, Tafseeri Points, Sublul Huda, Life of Muhammad PBUH.

''سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العبادﷺ'' بنیادی طور پر سیرت کی کتاب ہے۔ محمد بن یوسف بن علی بن یوسف، اس کے مصنف کا نام ہے جس کا لقب شمس الدین، نسبت الصالحیؒ، الدمشقی، الشافعی، القادری اور الشامیؒ اور کنیت ابو عبداللہ بیان کی جاتی ہے۔

امام شامیؒ: تعارف

امام شامیؒ کا نام محمد بن یوسفؒ ہے۔ دادا اور پردادا کا نام بالترتیب علی اور یوسف ہے۔ لقب شمس الدین، نسبت الصالحہ، الدمشقی، الشامیؒ الشافعی، القادری، المصری اور کنیت ابو عبداللہ ہے۔ سب سے زیادہ معروف نسبت شامیؒ ہے۔ دسویں صدی ہجری کے بلند پایہ محدث، جلیل القدر مؤرخ اور نامور سیرت نگار امام شامیؒ ملک شام کے دارالحکومت قدیم دمشق کی نواحی آبادی ''الصالحیۃ'' میں پیدا ہوئے[1]۔ یہ قصبہ دمشق کے قریب ایک بلند و بالا پہاڑ (قاسیون) کے بیچ میں واقع ہے۔ قدیم زمانے میں اسے "ریۃ النحل" اور "قریۃ الجبل" کے ناموں سے یاد کیا جاتا تھا۔ امام محمد بن یوسف الشامیؒ اپنے ملک شام سے ترک سکونت کر کے مصر چلے گئے وہاں شہر القاہرہ (مصر) کو اپنا مسکن بنایا۔ اور اپنی زندگی کے باقی ایام صحرائے قاہرہ کی "برقوقیہ" نامی بستی میں گزار دیے۔ اسی شہر القاہرہ (مصر) میں تعلیم و تربیت پائی۔ آپ نے اپنے عصر کے مایہ ناز اور علوم

* Ph.D Scholar, Department of Quran & Tafseer, AIOU Islamabad / Ex-Research Associate, Malaya University, Malaysia.
Email: mahurary@gmail.com
** Chairman Islamic Studies Department, Islamic University Bahawalpur.
https://orcid.org/0000-0003-0602-1278

وفنون میں اعلی مہارت رکھنے والے علماء سے تعلیم حاصل کی۔آپ کے معلمین میں سے امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ (م ۹۱۱ھ) کا نام سرفہرست آتا ہے اور آپ کا نام ان کے بہترین شاگردوں میں سے ہوتا ہے۔آپؒ علیہ الرحمہ کے زمانۂ طالب علمی کا معلوم کرنے کی کوشش کی جائے تو اس سلسلے میں چند آثار ان کے تحصیل علم کے زمانے کی طرف اشارہ کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

"اخذ عن الحافظ السیوطی والشھاب القسطلانی"[2]

(امام شامیؒ نے حافظ سیوطیؒ اور شہاب الدین قسطلانیؒ سے علم حاصل کیا) ۔

مقدمہ کتاب ازواج النبی ﷺ میں کہ

"واما شیوخه الذین اخذ عنهم:ففی مقدمتهم الامام الجلال السیوطی رحمه الله تعالیٰ و کان الصالحی من اجل تلامذته،کما اخذ عن الشهاب القسطلانی"[3]

(امام شامیؒ نے جن شیوخ سے تحصیل علم کیا،ان میں سرفہرست امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ ہیں۔(امام)صالحی ان کے نامور تلامذہ میں سے ہیں،اسی طرح انہوں نے شہاب قسطلانی علیہ الرحمہ سے بھی تحصیل علم کیا)۔

مذکورہ سیاق سے یہ بات نمایاں ہے کہ امام محمد بن یوسف الشامیؒ امام سیوطی علیہ الرحمہ کے شاگردوں میں لائق شاگرد ہیں۔اس اعتبار سے سیوطی علیہ الرحمہ کا تدریسی زمانہ امام شامیؒ علیہ الرحمہ کا تعلیمی (طالب علمی زمانہ) بنتا ہے۔سیوطیؒ کا زمانۂ تدریس ۸۷۲ھ سے ۹۰۶ھ تک چونتیس برسوں پر مشتمل ہے۔لہذا یہ کہنا زیادہ مناسب ہے کہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کا زمانۂ تدریسی ہی،امام شامیؒ علیہ الرحمہ کے حصول علم کا زمانہ ہے[4]۔

سیرت شامیؒ

امام شامیؒ اس کتاب میں آنحضرت ﷺ کی سیرت نگاری کرتے ہوئے آیات قرآن حکیم کو تفسیری انداز میں ذکر کرتے ہیں اور پھر اس ضمن میں مختلف احایث مبارکہ لاتے ہوئے مفاہیم کا تزکرہ کرتے ہیں۔سبل الہدی میں امام صاحب نے ایک ہزار سے زائد آیات کریمہ بیان فرماتے ہوئے تفسیری نکات پیش کئے ہیں۔بعض جگہ ایک ہی آیت کو ایک سے زائد مقامات اور ابواب میں مفہوم کو مختلف اسلوب میں بیان کرتے ہیں۔سبل الہدیٰ بنیادی طور پر سیرت کی کتاب ہے جس کا نام "سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ﷺ" ہے اور یہ سیرت شامیؒ کے نام سے مشہور ہے،امام شامیؒ نے اس کو ایک ہزار کتاب کے مطالعے کے بعد تصنیف کیا ہے،اس کے مولف کا نام محمد بن یوسف بن علی بن یوسف،لقب شمس الدین،نسبت الصالحہ،الدمشقی،الشافعی،القادری اور الشامیؒ اور کنیت ابوعبداللہ بیان کی جاتی ہے۔درجہ ذیل تفصیل موجود ہے۔

کتاب کا نام: سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ﷺ

تحقیق وتعلیق: عادل احمد،عبدالموجودؒ،الشیخ/ علی محمد،معوضؒ،الشیخ

مجلدات: ۱۴

کتابت: اوسطاً انیتس سطور فی صفحہ اور ساٹھ حروف فی سطر

تاریخ اشاعت: طبع اول ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء تا ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۸ء

ناشر: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان۔

مخطوطہ جات: سیرت شامیؒ کے جلد اول کے 'مقدمۃ التحقیق' کے مخطوطہ جات کے ان مقامات کا اشارہ کیا گیا ہے، ناشر محققین نے تحقیق متن میں جن نسخوں سے استفادہ کیا، وہ مقامات درج ذیل ہیں۔

۱۔ معہد المخطوطات العربیۃ القاہرۃ۔ یہاں فقط کتاب کا چوتھا یعنی آخری جز موجود ہے۔

۲۔ دار الکتب المصریۃ، مکتبۃ مصطفی فاضل۔ یہ مخطوطہ تیسرے اور چوتھے جز پر مشتمل ہے۔

۳۔ دار الکتب المصریۃ، مکتبۃ التیموریۃ

۴۔ دار الکتب المصریۃ، مکتبۃ طلعت۔ یہ نسخہ پہلے تین اجزا پر مشتمل ہے۔

۵۔ دار الکتب المصریۃ۔ یہ نسخہ متفرق اجزا پر مشتمل ہے۔

۶۔ دار الکتب المصریۃ۔ یہ مخطوطہ بھی متفرق اجزا پر مشتمل ہے۔[5]

سیرت ابن ہشامؒ کے مقدمے کے حاشیے میں سبل الھدی کے دو نسخوں کی تفضیل ان الفاظ میں کی گئی ہے۔ سبل الھدیٰ کے مخطوط نسخوں میں سے دو نسخے "دار الکتب المصریۃ" میں موجود ہیں۔ ان دونوں میں سے ایک چار اجزا پر مشتمل ہے جب کہ دوسرے نسخے کے دو اجزا صرف موجود ہیں اور وہ تیسرا اور پانچواں ہیں۔[6]

۷۔ سبل الھدی کا ایک کامل نسخہ، مخطوطہ صورت میں "مکتبۃ المتوکلیۃ الیمینیۃ، صنعاء" میں موجود ہے۔

سبل الھدی کے محققین اس نسخے کے بارے لکھتے ہیں۔

"وھی تقع فی اربعۃ اجزا و ھی نسخۃ کاملۃ للکتاب من اولہ الی اخرہ، من اجل ذالک جعلنا ھا اصلا للکتاب" [7]۔

(یہ چار اجزا پر مشتمل ہے اور کتاب کا اول سے آخر تک مکمل نسخہ ہے۔ اسی لیے ہم نے اسے کتاب کا اصل (ماخذ) بنایا ہے)۔

پہلی مرتبہ یہ سیرت، ڈاکٹر مصطفی عبد الواحد کی تحقیق سے لجنہ احیاء التراث الاسلامی، مصر، القاہرہ سے چار جلدوں میں وقفے وقفے سے مکمل شائع ہوئی۔ لجنہ احیاء التراث الاسلامی، مصر، القاہرہ ہی سے اس کا دوسرا ایڈیشن محرم ۱۴۰۷/ستمبر ۱۹۸۶ء میں نشر ہوا۔ اس وقت راقم کے زیر مطالعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان کا شائع شدہ پہلا ایڈیشن (۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء) ہے، جس کی پہلی بارہ جلدیں سیرت شامیہ کے متون پر مشتمل ہیں۔ آخری دو جلدیں (تیرہویں، چودھویں) فہارس پر مبنی ہیں، جس کی اشاعت ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۸ء میں ہوئی۔ اس میں مجموعی طور پر ۱۱۱۲ اہم موضوعات ہیں۔ ہر موضوع کے ماتحت متعدد ابواب ہیں۔ اس طرح سبل الھدی کے کل ابواب کی تعداد ۱۵۳۰ ہے۔ امام شامیؒ اپنی

تالیف کے مقدمے میں، اپنی سیرت کے ابواب کے بارے میں یوں لکھتے ہیں۔

"و قبل الشروع فی مقاصد الکتاب أثبت مافیه من الابواب ، و ھی نحو الف باب"[8]۔

(آغاز سے قبل، مقاصد کتاب میں جو ابواب ہیں، میں انہیں تحریر کرتا ہوں۔ یہ تقریباً ہزار باب ہیں)۔

مؤلف کتاب امام شامیؒ کی اس عبارت اور تعداد ابواب میں واضح تضاد موجود ہے۔ ابواب سیرت کا، جب گہرائی سے مطالعہ کیا جاتا ہے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ بعض ابواب ایسے ہیں جن کو باب کے مقدمے کے طور پر لایا گیا ہے۔ مثلاً، "أبواب أسمائه صلى الله عليه وسلم وكناه باب: في فوائد كالمقدمة للأسماء الآتية"[9] سبب نزول کے تحت متعدد ابواب لائے گئے ہیں۔ مثلا باب "سبب نزول اول سورة (عبس)"۔ باب "سبب نزول قل یا ایھا الکافرون"۔ باب "سبب نزول اول سورۃ الروم"۔

امام شامیؒ تفسیر کے عنوانات کے تحت متعدد ابواب لاتے ہیں، اسی طرح غزوات و سرایا کے ۱۱۰ ابواب اور وفود کے ماتحت ۱۰۰ ابواب ہیں۔ اس طرح ابواب کے بارے یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ "في مقاصد الكتاب أثبت ما فيه من الأبواب، وهي نحو ألف باب"۔ یہ تقریبا ایک ہزار ابواب ہیں۔[10]

آیات سورۃ یوسف اور امام شامیؒ

سورہ یوسف قرآن کریم میں ترتیب کے اعتبار سے بارویں نمبر پر پارہ نمبر بارہ اور تیرہ میں ہے۔ آیات کی تعداد (۱۱۱) ہے۔ مکی دور میں نازل ہوئی۔ امام شامیؒ نے اپنی کتاب سبل الھدی میں سورہ یوسف کی سترہ آیات کا تزکرہ کیا ہے۔ یاد رہے کہ امام صاحب یہ ان آیات کسی ترتیب سے ذکر نہیں کی بلکہ اپنی کتاب میں جو کہ چودہ جلدوں میں ہے 'اس میں مختلف ابواب، عنوانات کے تحت مختلف جلدوں میں ان کا تزکرہ ملتا ہے۔ ہم نے ان سب آیات اور ان سے متعلقہ مباحث کو ایک جگہ جمع کرتے ہوئے امام صاحب کی اس کاوش کا تجزیاتی مطالعہ کیا ہے۔ سب سے پہلے اس آیت کو تلاش کیا ہے، پھر کا باب اور جلد کا پتہ چلایا۔ وجہ معلوم کی کہ امام صاحب اس آیت کو کس مقصد کے لئے لائے ہیں۔ آخر میں احادیث اور اقوال کو جمع کیا۔ پھر مباحث میں وارد احادیث کی تخریج کی اور نتائج اخذ کئے۔

﴿وقالت هيت لك قال "معاذ الله" إنه ربي أحسن مثواي﴾[11]

(کہنے لگی آجایئے۔ یوسفؑ نے جواب دیا۔ اللہ کی پناہ بلاشبہ اللہ نے مجھے اچھا مقام دیا ہے)۔

یہ آیت علامہ شامیؒ اُن لوگوں کی تردید کے باب میں لائے ہیں جن کے نزدیک انبیاء سے صغیرہ گناہ صادر ہو جاتے ہیں۔ اور یوسفؑ کی صفائی ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بہت سے محققین نے کہا ہے کہ۔

"أن هم النفس لا يؤاخذ به، وليس سيئة، لقوله–صلى الله عليه وسلم–عن ربه: اذا هم عبدي بسيئة فلا تكتبوها عليه، فإن عملها فاكتبوها سيئة[12]–فلا معصية في همه إذاوأما على مذهب المحققين من الفقهاء والمتكلمين فإن الهم إذاوطنت عليه النفس سيئة. وأما ما لم توطن عليه النفس من همومها وخواطرها فهو المعفو عنه.وهذا هو الحق،فيكون–إن شاء الله–هم

يوسف من هذا، ويكون قوله: وما أبرئ نفسي إن النفس لأمارة بالسوء إلا ما رحم ربي إن ربي غفور رحيم[13]۔أي ما أبرئها من هذا الهم، أو يكون ذلك منه على طريق التواضع والاعتراف بمخالفة النفس لما زكي قبل وبرئ"[14]

(نفس کے ارادہ پر موخذہ نہیں ہے، یہ برائی نہیں ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے اپنے رب کریم کے متعلق فرمایا: "جب بندہ برائی کا قصد کرے تو اس کے ذمے گناہ نہ لکھو۔ اگر اس گناہ کو کر گزرے تو اس کے ذمے ایک ہی گناہ لکھو"۔ اس لیے صرف ارادہ میں کوئی معصیت نہیں ہے۔ لیکن محققین فقہاء اور متکلمین نے کہا ہے کہ جب نفس ارادہ پر جم جائے تو یہ برائی ہے لیکن وہ خیالات اور ارادے جن پر نفس جمتا نہیں وہ بخش دیے جاتے ہیں۔ یہی حق ہے حضرت یوسفؑ کا" یہ ارادہ اس کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ حضرت یوسفؑ نے فرمایا: ''میں یہ نہیں کہتا کہ میرا نفس پاکیزہ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ نفس تو برائی کی تلقین کرتا ہی رہتا ہے۔ ہاں میرا اللہ رحم فرمادے تو بات اور ہے۔ بے شک میرا اللہ بہت معاف کرنے والا، بڑا رحیم ہے۔'' یعنی میں اس ارادے سے اسے بری نہیں کرتا۔ یا انہوں نے یہ از راہ تواضع کہا تھا۔ نفس کی مخالفت کا اعتراف کیا تھا کیونکہ پہلے اس کا تزکیہ کیا گیا تھا")۔

تفسیری نتیجہ

- علامہ شامیؒ اُن لوگوں کی تردید کرتے ہیں جن کے نزدیک انبیا سے صغیرہ گناہ صادر ہو جاتے ہیں۔
- یوسفؑ گناہوں سے پاک ہیں۔

﴿ولقد راودته عن نفسه فاستعصم﴾[15]

("میں نے اپنا مطلب حاصل کرنے کے لیے اس کو پھنسایا، مگر یہ اپنے آپ کو بچانے میں کامیاب ہو گیا")۔

یہ آیت بھی علامہ شامیؒ اُن لوگوں کی تردید کے باب میں لائے ہیں جن کے نزدیک انبیاء سے صغیرہ گناہ صادر ہو جاتے ہیں۔ اور یوسفؑ کی صفائی ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ابو حاتمؒ نے ابو عبیدہ سے نقل کیا ہے۔

"أن يوسف لم يهم،وأن الكلام فيه تقديم وتأخير، أي:ولقد همت به، ولولا أن رأى برهان ربه لهم بها،وقد قال الله تعالى–عن المرأة ولقد راودته عن نفسه فاستعصم"[16]

(حضرت یوسفؑ نے ارادہ بھی نہ کیا۔ کلام میں تقدیم وتاخیر ہے یعنی ذلیخہ نے تو یوسفؑ کا قصد کر لیا تھا۔ اگر یوسفؑ اپنے رب تعالیٰ کی دلیل نہ دیکھتے تو وہ بھی اس کا ارادہ کر لیتے۔'' رب تعالیٰ نے عورت کی حکایت کو یوں بیان کیا: ''یہ واقعی درست ہے کہ میں نے اپنا مطلب حاصل کرنے کے لیے اس کو پھنسایا، مگر یوسفؑ اللہ کی توفیق سے بچ نکلے)۔

تفسیری نتیجہ

- قرآن کی زبانی ذولیخا کا یہ بیان حضرت یوسف علیہ السلام کی معصومیت ثابت کرنے کے لیے کافی ہے۔
- برائی کا ارادہ نہ ہو تو اللہ محفوظ رکھتے ہیں جیسا کہ یوسفؑ کو رکھا۔

﴿اذكرني عند ربك، "فأنساه الشيطان ذكر ربه" فلبث في السجن بضع سنين﴾[17]

(اس سے یوسفؑ نے درخواست کی کہ: "اپنے سرادر سے میرا بھی ذکر کر دینا۔ پھر ہوا یہ کہ شیطان نے اس کو یہ بھلا دیا کہ وہ اپنے سردار اسے یوسفؑ کا ذکر کرتا۔ اس طرح وہ کئی سال جیل میں رہے)۔

علامہ شامیؒ اس آیت کو اس شبہ کے رد کے لیے لائے ہیں کہ انبیا معصوم ہیں۔

"هذا يوسف عليه السلام قد أوخذ بقوله لأحد صاحبي السجن: اذكرني عند ربك، فأنساه الشيطان ذكر ربه فلبث في السجن بضع سنين-قيل: أنسي يوسف ذكر الله. وقيل: أنسي صاحبه أن يذكره لسيده الملك، قال النبي صلى الله عليه وسلم: لولا كلمة يوسف ما لبث في السجن ما لبث"۔[18]

(جناب یوسفؑ نے اپنے جیل کے ساتھی سے کہا کہ اپنے سرادر سے میرا بھی ذکر کر دینا۔ پھر ہوا یہ کہ شیطان نے اس کو یہ بھلا دیا کہ وہ اپنے سردار اسے یوسفؑ کا ذکر کرتا۔ اس طرح وہ کئی سال جیل میں رہے۔ کہا جاتا ہے کہ جناب یوسفؑ کو رب تعالیٰ کا ذکر بھلا دیا گیا۔ ایک قول یہ ہے کہ اس شخص کو بھلا دیا گیا کہ وہ آپ کا ذکر اپنے بادشاہ کے ہاں کرتا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اگر حضرت یوسفؑ کا یہ کلمہ نہ ہوتا جو وہ عرصہ جیل میں نہ رہتے جو رہے)۔

﴿يوسف أيها الصديق﴾[19]

(یوسفؑ! اے وہ شخص جو سچا ہے)۔

علامہ شامیؒ اس آیت کو آپ ﷺ کے اسماء اور ان کی شرح کے باب میں لائے ہیں۔ امام شامیؒ نے ﷺ مختلف آئمہ کے اقوال ذکر کیے ہیں۔

"ذكره جماعة في أسمائه صلى الله عليه وسلم، وورد في حديث أبي الطفيل عن ابن مردويه، ورواه البيهقي عن محمد بن الحنفية – رحمه الله تعالى – قال السهيلي: لو كان اسما له صلى الله عليه وسلم لقال: يا يس بالضم كما قال: يوسف أيها الصديق قال تلميذه ابن دحية: وهذا غير لازم فإن الكلبي قرأه بالضم، أي على حذف حرف النداء"۔[20]

(ایک جماعت نے آپ کا یہ اسم گرامی ذکر کیا ہے۔ ابن مردویہؒ نے حضرت ابو طفیلؒ سے اور امام بیہقیؒ نے، محمد بن حنفیہؒ سے یہ معنی بیان کیا ہے۔ امام سہیلیؒ نے لکھا ہے اگر یہ آپ کا نام ہوتا تو یہ "یایسین" ہوتا۔ جیسے کہ اس نے فرمایا: یوسف! اے وہ شخص جو سچے ہو ہے۔ ابن دحیہ نے لکھا ہے "یہ ضروری نہیں۔ کلبیؒ اسے ضمہ کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ انہوں نے اسے حرف یاء کو محذوف کر کے پڑھا ہے)۔

تفسیری نتائج

- الصدیق اور یٰسین، آپ ﷺ کے اسماء گرامی ثابت کرتے ہیں۔
- اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے کئی نام رکھے ہیں جن کا بیان "تذکرہ الخصائص" میں آیا ہے۔
- بعض ناپسندیدہ الفاظ کی ادائیگی سے اللہ ناراض ہو جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے کئی امور معلق ہو جاے ہیں۔

﴿ليعلم أني لم أخنه بالغيب﴾[21]

(تاکہ جان لیا جائے کہ میں کسی کی عدم موجودگی میں اس کے ساتھ کسی قسم کی خیانت کا مرتکب نہیں ہوا)۔

علامہ شامیؒ اس آیت کو دو جگہوں پر بیان کرتے ہیں۔

1۔ پہلے مقام پر علامہ شامیؒ اس آیت کو آپ ﷺ کے فتاوی کے باب میں لائے ہیں۔

"عن النبي صلى الله عليه وسلم قال:لما قال يوسف: ذلك ليعلم أني لم أخنه بالغيب،قال له جبريل: يا يوسف،اذكر همك، قال:وما أبرئ نفسي"[22]

(حضور اکرم ﷺ نے فرمایا"جب یوسفؑ کو جیل میں اس گفتگو کی اطلاع ملی تو انہوں نے کہا کہ یہ سب اس لیے کیا تاکہ عزیز مصر یہ بات یقینی جان لے کہ میں اس کی عدم موجودگی میں اس کے ساتھ کسی قسم کی خیانت کا مرتکب نہیں ہوا"حضرت جبرائیل امین نے عرض کی "یوسف صدیق! اپنا غم یاد کریں"انہوں نے فرمایا:"اور میں نہیں کہتا کہ میرا نفس پاکیزہ ہے)۔

2۔ دوسرے مقام پر علامہ شامیؒ آیت (53) کو ان لوگوں کی تردید کے باب میں لائے ہیں جن کے نزدیک انبیا سے صغیرہ گناہ صادر ہو جاتے ہیں۔اور یوسفؑ کی صفائی ذکر کی ہے اور اس کی تفصیل آیت (23تا32) کے تحت گذر چکی ہے۔

نتیجہ

- کردار سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔زندگی بنا عزت کے کچھ بھی نہیں۔
- کردار پر لگے داغ کو ختم کرنے کے لئے ایسے اقدام اٹھانے پڑتے ہیں۔

﴿كذلك كدناليوسف،"ماكان ليأخذ أخاه في دين الملك" إلاأن يشاء الله"نرفع درجات من نشاء"﴾[23]

("اس طرح ہم نے یوسف کی خاطر یہ تدبیر کی۔اللہ کی یہ مشیت نہ ہوتی تو یوسف کے لیے یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ بادشاہ کے قانون کے مطابق اپنے بھائی کو اپنے پاس رکھ لیتے،اور ہم جس کو چاہتے ہیں،اس کے درجے بلند کر دیتے ہیں")۔

علامہ شامیؒ ان آیات کو آپ ﷺ کے دنیاوی معاملات کے ضمن کے باب میں لائے ہیں۔بریرہ رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں نبی ﷺ کے اس جملے "اشتريهاواشترطي لهم الولاء" کی وضاحت و تشریح کے ضمن میں لائے ہیں۔جس کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ "لهم" کا مطلب "عليهم" ہے،اور قرآن مجید میں اس کی امثال موجود ہیں۔

ا۔ اللہ تعالی کا یہ فرمانا ہے:"أولئك لهم اللعنة"یعنی ان پر لعنت ہے۔

۲۔ اللہ تعالی نے فرمایا:"وإن أسأتم فلها"برائی کا وبال اس پر ہے جس نے برائی کی ہے۔

جس طرح یہاں دھوکے والی کوئی بات نہیں اسی طرح یوسفؑ کے واقعہ میں بھی کوئی ایسی بات نہیں جیسا کہ ذیل میں تفصیل مذکور ہے۔

"وقوله تعالى: إنكم لسارقون، ولم يسرقوا فاعلم- أكرمك الله-أن الآية تدل على أن فعل يوسف كان عن أمر الله"[24]

(رب تعالی کا یہ حکم کہ 'تم چور ہو۔' حالانکہ انہوں نے چوری نہ کی تھی؟ تم خوب جان لو رب تعالی سچی عزتوں کا تاج تمہارے سر پر سجائے کہ

یہ آیت طیبہ ظاہر کر رہی ہے کہ حضرت یوسفؑ کا یہ فعل بحکم الہٰی تھا، کیونکہ اس نے فرمایا: ''اس طرح ہم نے یوسف کی خاطر یہ تدبیر کی'' امام شامیؒ فرماتے ہیں کہ اگر صورت حال اسی طرح ہے تو پھر اس میں اعتراض کی گنجائش نہیں ہے۔

"فلا اعتراض به، كان فيه ما فيه.وأيضا فإن يوسف كان أعلم أخاه بأني أنا أخوك فلا تبتئس، فكان ما جرى عليه بعد هذا من وفقه ورغبته، وعلى يقين من عقبى الخير له به،وإزاحة السوء والمضرة عنه بذلك"[25]

(یہاں اعتراض نہیں ہے۔ اس میں جو کچھ ہوا۔ اسی طرح حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائی کو بتادیا تھا کہ میں تمہارا بھائی ہوں تم مایوس نہ ہونا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا تھا وہ ان کی موافقت پر اور اس یقین پر ہوا تھا کہ جو کچھ ہوگا اس کا نتیجہ بہتر ہوگا۔ اس سے اس کی برائی اور نقصان دور ہو جائے گا)۔

ظاہری صورت حال پر یہ گمان کیا تھا۔ ان کے پہلے افعال کی وجہ سے انہیں اس طرح کہا تھا، جو ظالمانہ رویہ انہوں نے حضرت یوسفؑ کے ساتھ اپنایا تھا، اور انہیں فروخت کر دیا تھا۔ ہم پر لازم نہیں ہم انبیاء کرامؑ کی طرف وہ امر منسوب کریں جن کے بارے میں روایت نہ ہو۔

"قالوا فما جزاؤه-أي السارق إن كنتم كاذبين-في قولكم:ما كنا سارقين-ووجد فيكم-قالوا:جزاؤه من وجد في رحله يسترق فهو أي استرقاق السارق جزاؤه،أي المسروق لا غير،وكانت سنة آل يعقوب عليه السلام"-[26]

(انہوں نے کہا کہ تم لوگ جھوٹے (ثابت) ہوگئے تو کیا جزا ہوگی؟ کہا: جزا یہ ہے کہ جس کے کجاوے میں سے وہ (پیالہ) مل جائے وہ خود سزا میں دھر لیا جائے۔ یہ آل یعقوبؑ کی سنت تھی)۔

تفسیری نتائج

- بریرہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ کے بارے میں امام شامیؒ فرماتے ہیں کہ جس طرح یہاں دھوکے والی کوئی بات نہیں اسی طرح یوسفؑ کے واقعہ میں بھی کوئی ایسی بات نہیں۔
- اپنی بیگناہی ثابت کرنے کے لئے کچھ دیر مزید سزا میں رہنا پڑے تو رہ لیں تاکہ کردار پہ لگا دھبہ صاف ہو جائے۔ اور حقیقت نکھر کر سامنے آجائے۔

﴿فلما استيأسوا منه خلصوا نجيا﴾[27]

(چنانچہ جب وہ یوسف سے مایوس ہوگئے تو الگ ہو کر خاموشی سے مشورہ کرنے لگے)۔

علامہ شامیؒ اس آیت کو بھی دو مقامات پر بیان کرتے ہیں۔

1۔ اس مقام پر علامہ شامیؒ اس آیت کو آپ ﷺ کے اسماء اور ان کی شرح کے باب میں اسم "نجي الله تعالى" کے تحت لائے ہیں۔ علامہ راغبؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

"النجي.المناجي:ويقال للواحد والجمع. قال تعالى:وقربناه نجيا[28] وخلصوا نجيا وانتجيت فلانا"[29]

(النجی مناجی کے معنی میں ہیں۔ یہ واحد و جمع میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے رب تعالیٰ کا ارشاد ہے۔اور انہیں اپنا بھیدی بنا کر اپنی نزدیکی سے نوازا۔وہ الگ ہو کر چپکے چپکے مشورہ کرنے لگے)۔

2۔ دوسرے مقام پر علامہ شامیؒ اس آیت کو اعجاز القرآن اور مشرکین مکہ کا قرآن کو معجزہ اور اللہ تعالی کا کلام تسلیم کرنے اور اس پر ایمان لانے کے باب میں لائے ہیں۔امام شامیؒ ابو عبیدہ کی روایت کی بنا پر لکھتے ہیں کہ

"أن أعرابيا سمع رجلا يقول فاصدع بما تؤمر-[30] ضحك وقال:سجدت لفصاحة هذا الكلام، وسمع رجلا آخر يقرأ فلما استيأسوا منه خلصوا نجيا-فقال:أشهد أن مخلوقا لا يقدر على مثل هذا الكلام"[31]

(ایک بدو نے کسی شخص کو آیت طیبہ پڑھتے ہوئے دیکھا۔ "لہذا جس کا تمہیں کہا جا رہا ہے اسے علی الاعلان لوگوں کو سنا دو۔" اس کہا: "میں اس کلام مقدس کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا ہوں۔ایک اور شخص کو سنا جو یہ آیت طیبہ پڑھ رہا تھا: چنانچہ جب وہ یوسف سے مایوس ہوئے تو علیحدہ ہو کر خاموشی سے مشورہ کرنے لگے" اس نے کہا" میں شہادت دیتا ہوں کہ مخلوق ایسا کلام لانے پر قادر نہیں ہے")۔

تفسیری نتائج

- اسم "نجي الله تعالى" کا تزکرہ مقصود ہے۔
- دوسرا قرآن کی فصاحت و باغت کے سامنے کفار عاجز و بے بس ہیں۔

﴿يا أسفى على يوسف﴾[32]

(ہائے یوسف!)۔

علامہ شامیؒ اس آیت کو نبی کریم ﷺ کے دیگر انبیا سے زائد خصوصیات کے باب میں لا کر یہ بتایا ہے "اناللہ وانا الیہ راجعون" مصیبت کے وقت پڑھنا آپ ﷺ کو عطا ہوا ہے، تفصیل سورت بقرہ کی آیت (156) کے تحت امام شامیؒ نے بیان فرمائی ہے۔

﴿قالواتالله لقدآثرك الله عليناوإن كنالخاطئين﴾[33]

(کہا انہوں نے اللہ کی قسم! الہ الکریم نے آپ ﷺ کو ہم پر برتری دی ہے، اور یقیناً ہم گناہ گار تھے)۔

علامہ شامیؒ اس آیت کو بھی دو مقامات پر بیان کرتے ہیں۔

1۔ پہلے مقام پر علامہ شامیؒ اس آیت کو اعجاز القرآن کے باب میں لا کر قرآن کی فصاحت و بلاغت بیان کی ہے۔

وآثرك الله–أخف من «فضلك» وآتى أخف من «أعطى»[34]

(اسی طرح "آثرک اللہ" یہ فضلک سے زیادہ خفیف ہے۔ "اتی" "اعطی" سے خفیف ہے)۔

2۔ دوسرے مقام پر علامہ شامیؒ اس آیت کو حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے فضائل کے تحت قبول اسلام کے تذکرے میں لائے ہیں۔کہ ان سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم آپ کے چہرۂ انور کی سمت آنا اور وہ کچھ عرض کرنا جو حضرت یوسفؑ کے

بھائیوں نے ان سے عرض کی تھی۔

"فقل له ما قال إخوة يوسف: تالله لقد آثرك الله علينا وإن كنا لخاطئين،فإنه لا يرضى أن يكون أحد أحسن قولا منه،ففعل ذلك أبو سفيان رضي الله تعالى عنه،فقال رسول الله-صلى الله عليه وسلم"اليوم يغفر الله لكم وهو أرحم الراحمين"[35]

(کہا انہوں نے اللہ کی قسم! الہ الکریم نے آپ ﷺ کو ہم پر برتری دی ہے،اور یقینا ہم گناہ گار تھے۔آپ پسند نہیں فرماتے تھے کہ کوئی آپ سے عمدہ بات قول لے کر آئے۔ابوسفیان نے اسی طرح کیا آپ نے فرمایا: وہ آج تمہیں معاف فرمادے۔وہ زیادہ رحم کرنے والا ہے)۔

﴿لا تثريب عليكم اليوم يغفر الله لكم وهو أرحم الراحمين﴾[36]

(آج تم پر کوئی ملال نہیں،وہ آج تمہیں معاف فرمادے۔وہ زیادہ رحم کرنے والا ہے)۔

علامہ شامیؒ اس آیت کو بھی دو مقامات پر بیان کرتے ہیں۔

1۔ پہلے مقام پر علامہ شامیؒ اس آیت کو فتح مکہ کے خطبہ کے تحت لائے ہیں حمد و ثنا سے فراغت کے بعد آپ ﷺ نے اہل مکہ کو فرمایا، اس کی وضاحت ذیل میں درج ہے۔

"يامعشرقريش!ماذا تقولون؟ماذا تظنون؟قالوا:نقول خيراونظن خيرا،نبي كريم، وأخ كريم،وابن أخ كريم،وقد قدرت.فقال رسول الله-صلى الله عليه وسلم؛«فإني أقول كما قال أخي يوسف"لا تثريب عليكم اليوم،يغفر الله لكم،وهو أرحم الراحمين"؟«اذهبوا فأنتم الطلقاء»"فخرجوا كأنما نشروا من القبور فدخلوا في الإسلام"[37]

(اے گروہ قریش تمہارا کیا گمان ہے۔تم کیا کہتے ہو؟'' عرض کی انہوں نے ''ہم بھلائی کی گفتگو کرتے ہیں اور خیر ہی کی توقع رکھتے ہیں۔آپ ﷺ ایک کریم نبی، کریم بھائی اور کریم ابن کریم ہیں۔آپ کو طاقت حاصل ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا'' میں اسی طرح بولتا ہوں جس طرح میرے بھائی حضرت یوسفؑ نے کہا تھا: ''یوسفؑ کہا آج تم پر کوئی ملال نہیں ہوگا،اللہ تمہاری بخشش فرمائے،وہ سب سے زیادہ کر رحم کرنے والا ہے''۔ ''جاؤ تم سب آزاد ہو۔'' وہ اس طرح نکلے گویا کہ ابھی ابھی قبور سے نکلے ہوں۔پس وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے)۔

2۔ دوسرے مقام پر علامہ شامیؒ اس آیت کو نبی کریم ﷺ کے طاقت کے باوجود عفو و حلم کے باب میں لائے ہیں۔اس کے تحت دو احادیث ذکر فرمائی ہیں ایک ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اور ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی۔

"عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال:لما فتح رسول الله صلى الله عليه وسلم مكة طاف بالبيت وصلى ركعتين،ثم أتى الكعبة فأخذ بعضادتي الباب"فقال«ما تقولون؟وما تظنون؟» قالوا"أخ كريم وابن أخ كريم قالوا ذلك ثلاثا"،فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم«أقول كما قال أخي يوسف لإخوته»عليه السلام"لا تثريب عليكم اليوم يغفر الله لكم وهو أرحم الراحمين-فخرجوا،فكأنما نشروا من القبور،فأسلموا"[38]

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔کہا انہوں نے'' جب سپہ سالار اعظم ﷺ نے مکہ مکرمہ کو فتح کیا۔آپ ﷺ نے بیت الحرم کا طواف فرمایا۔دو رکعتیں ادا کیں۔پھر کعبہ معظمہ کے پاس تشریف لائے۔دروازہ کی دونوں اطراف کو پکڑا اور فرمایا'' تم کیا فرماتے ہو

؟تمہاری کیا رائے ہے ؟انہوں نے عرض کی ''کریم بھائی اور کریم بھائی کے فرزند ارجمند! انہوں نے یہ کئی بار کہا۔ آپ نے فرمایا'' میں تمہیں اسی طرح کہتا ہوں جس طرح میرے بھائی یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا: ''یوسفؑ نے فرمایا آج تم پر کوئی ملال نہیں، اللہ تمہاری بخشش فرمائے، وہ سب سے زیادہ کر رحم کرنے والا ہے''، اہل مکہ باہر نکلے گویا کہ وہ ابھی قبور سے نکلے ہوں۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا)۔

تفسیری نتائج

- ابو سفیان کو مکہ کی فتح کے موقع پر "لا تثريب عليكم اليوم--اليوم يغفر الله لكم"۔ کہہ کر معاف فرما دیا۔
- قرآن کی فصاحت وبلاغت بیان کرنا مقصود ہے۔
- نبی کریم ﷺ طاقت کے باوجود عفو وحلم کا مظاہرہ کرتے ہوئے یوسفؑ کی طرح اہل مکہ کو معاف فرما دیا۔
- حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کی جو کیفیت تھی وہی آج مکہ والوں کی تھی۔ وہ سیدنا یوسفؑ کے رحم و کرم پر تھے اور یہ آنحضرت ﷺ کے۔

﴿فألقوه على وجه أبي يأت بصيرا﴾[39]

(اور اسے میرے والد کے منہ پر ڈال دینا، اس سے ان کی بصارت واپس آ جائے گی)۔

علامہ شامیؒ اس آیت کو اس باب میں لائے ہیں وہ کام جو آپ ﷺ کے لیے حرام ہیں۔ جس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ "من الهزج:فألقوه على وجه أبي يأت بصيرا"۔ [40]

۲۔ "ومن الكامل:والله يهدي من يشاء إلى صراط مستقيم"۔[41]

۳۔ "ومن الرجز:ودانية عليهم ظلالها وذللت قطوفها تذليلا"۔[42]

"وہ کام جو آپ ﷺ کے لیے حرام ہیں۔ ان میں سے اشعار بھی ہیں اور اللہ تعالی کا فرمان بھی ہے کہ "وماعلمناه الشعروماينبغي له"[43] اور اگر کہیں کوئی شعر آیا ہے بلا قصد ہے۔ اور کلام میں کی صورت قرآن والی ہے اس میں بحر اور موزون کلام ہے ان کے نام یہ ہیں البحر الطویل، المدید، البسیط، الوافر، الکامل، الھزج، الرجز، الرمل، السریع وغیرہ جیسا کہ اوپر امثلہ مذکور ہیں۔

﴿ومايؤمن أكثرهم بالله إلا وهم مشركون﴾[44]

(اور اس میں سے اکثر لوگ ایسے ہیں کہ اللہ پر ایمان رکھتے بھی ہیں تو وہ اس کے ساتھ شرک بھی کرتے جاتے ہیں)۔

علامہ شامیؒ اس آیت کو بتوں کی پوجا اور شرک کی ابتدا کے باب میں لائے ہیں۔

"ويزعمون أن أول ما كانت عبادة الحجارة في بني إسماعيل:أنه كان لا يظعن من مكة ظاعن منهم حين ضاقت عليهم والتمسوا---يقول الله تبارك لنبيه محمد صلى الله عليه وسلم:وما يؤمن أكثرهم بالله إلا وهم مشركون-[45] أي ما يوحدونني بمعرفة حقي إلا جعلوا معي شريكا من خلقي"-[46]

(بنو اسماعیل میں بت پرستی کے بارے بتایا جاتا ہے کہ جب اہل مکہ میں سے کسی کے حالات سخت ہو جاتے۔ ان کے شہروں میں قحط سالی آجاتی تو

وہ اپنے ساتھ حرم کے پتھروں میں سے ایک پتھر کے ساتھ جاتے وہ جہاں فروکش ہوتے اسی جگہ پتھر کو رکھ لیتے اور اس کا اس طرح طواف کرتے جس طرح بیت اللہ کا طواف کیا جاتا ہے۔ حتی کہ وہ ان پتھروں کی پوجا کرنے لگے جو انہیں عمدہ لگتے تھے۔ حتی کہ وہ انہیں دھونی دیتے۔ انہوں نے اپنا دین بھلا دیا۔ انہوں نے ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کا دین بھلا دیا۔ وہ بتوں کی پرستش کرنے لگے۔ وہ ان گمراہیوں میں ڈوب گئے جن میں ان سے قبل لوگ مستغرق تھے۔ ان میں حضرت ابراہیم کے زمانہ کے امور میں سے کچھ امور باقی بھی تھے۔ مثلاً وہ بیت اللہ کی تعظیم کرتے تھے۔ اس کا طواف کرتے تھے۔ عرفہ اور مزدلفہ میں قیام کرتے تھے۔ وہ قربانیاں کرتے تھے۔ حج اور عمرہ کرتے تھے۔ لیکن انہوں نے ان میں وہ امور شامل کر دیے تھے جو ان میں نہ تھے۔ کنانہ اور قریش یہ طلبیہ پڑھتے تھے ''لبیک اللھم لبیک لا شریک لک الاھولک تملکہ وما ملک'' وہ تلبیہ کے ساتھ رب تعالیٰ کی وحدانیت بیان کرتے تھے۔ پھر اس کے اپنے معبودان باطلہ کو داخل کر دیتے تھے۔ وہ ان کی ملکیت رب کریم کے دست اقدس میں سمجھتے تھے۔ رب کریم نے اپنے نبی کریم ﷺ سے فرمایا: ''اور ان میں سے اکثر لوگ ایسے ہیں کہ اللہ پر ایمان رکھتے بھی ہیں تو اس طرح کہ وہ اس کے ساتھ شرک بھی کر جاتے ہیں)۔

تفسیری نتائج

- وہ کام جو آپ ﷺ کے لیے حرام ہیں۔ ان میں سے اشعار بھی ہیں۔
- حرم کے پتھروں کے طواف سے شروع ہونے والی حرکات بتوں کی پوجا میں تبدیل ہو گئی۔
- انسان ایمان رکھتے ہوئے بھی شرک کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

﴿لقدكان في قصصهم عبرةلأولي الألباب ماكان حديثايفترى"ولكن تصديق الذي"بين يديه"وتفصيل كل شيء وهدى ورحمة لقوم يؤمنون﴾[47]

("بلاشبہ ان کے قصوں میں اہل عقل کے لیے بڑا سامان عبرت ہے۔ یہ کوئی ایسا کلام نہیں ہے جو جھوٹ موٹ گھڑلی گئی ہو، بلکہ اس سے قبل جو کتابیں آچکی ہیں ان کی صداقت ہے، اور ہر بات کی تفصیل ہے۔ جو لوگ ایمان لائیں ان کے لیے ہدایت اور رحمت کا سامان ہے")۔

اس مقام پر علامہ شامیؒ اس آیت کو باب "فائدہ ادویہ الھیہ" میں لائے ہیں۔

"روى ابن السني عن ابن عباس–رضي الله تعالى عنه–قال:قال رسول الله–صلى الله عليه وسلم-:«"إذا عسرعلى المرأة ولادتها فخذ إناء نظيفافاكتب عليه كأنهم يوم يرونها لم يلبثوا إلا عشية أو ضحاها"[48]"ولقد كان في قصصهم عبرة لأولي الألباب إلى آخر الآية ثم يغسل وتسقى المرأة منه وينضح على بطنها وفرجها"[49]

(ابن السنیؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جب عورت پر بچے کی ولادت تنگ ہو جائے تو صاف برتن میں یہ لکھو: ''جس دن یہ اس کو دیکھ لیں گے، اس دن انہیں ایسا معلوم ہو گا جیسے وہ (دنیا میں یا قبر میں) ایک شام یا ایک صبح سے زیادہ نہیں رہے۔'''' بلاشبہ ان کے قصص میں اہل عقل کے لیے بڑا عبرت کا سامان ہے"۔ یہ ساری آیت لکھو۔ اسے دھولو اور اسے اس عورت کو

پلاؤ۔اس کے پیٹ اور شرمگاہ پر چھڑکو)۔

تفسیری نتائج

- اس سے امام شامیؒ نے یہ ثابت کیا ہے کہ قرآن مجید نے واقعات کے اہداف و مقاصد ذکر کیے ہیں۔
- دوسرے مقام پر جسمانی علاج کے لیے قرآن فائدہ دیتا ہے، جیسا کہ اوپر بیان کرتے ہیں۔
- گویا کہ سورہ یوسف تعلیم بھی ہے، واقعہ بھی، عبرت بھی اور شفاء بھی۔

خلاصہ

امام شامی کی کتب میں سے اہم ترین کتاب "سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد" ہے جسے سیرت شامی بھی کہا جاتا ہے۔ یہ کتاب چودہ جلدوں میں ہے۔ بارہ جلدوں میں سیرت کی مباحث ہیں جبکہ دو جلدوں میں فہارس ہیں۔ امام شامیؒ نے اس کتاب میں آنحضرت ﷺ کی سیرت کو بیان فرمایا ہے۔ سیرت کا تذکرہ کرتے ہوئے انہوں نے قرآنی آیات سے بھی رسول مکرم ﷺ کے احوال کو بیان فرمایا ہے۔ ہم نے ان قرآنی آیات کو سورتوں کے کے لحاظ سے ترتیب دیا ہے۔ امام شامیؒ نے ان سورتوں میں سے سورۃ یوسف کی سترہ آیات کو اپنی کتاب میں مختلف حوالوں سے ذکر کرتے ہوئے حضرت محمد ﷺ کی سیرت بیان کیا ہے۔ امام شامیؒ ان آیات کو کسی ترتیب سے بیان نہیں کرتے بلکہ جہاں انہوں نے ضرورت محسوس کی وہاں بیان فرمادیا۔ یہی وجہ ہے کہ سورۃ یوسف کی ہر آیت مختلف باب اور جلد میں سے تلاش کیا گیا ہے۔ امام شامیؒ نے ایک ایک آیت کو کئی مقامات پر مکرر بھی ذکر کرتے ہوئے الگ الگ مفہوم لیا ہے۔ امام شامیؒ اپنی بات کی دلیل کے لئے آیات، آحادیث اور اقوال صحابہ کو لاتے ہیں اور کبھی کبھی ان کے حوالے بھی ذکر کرتے ہوئے راجح قول کا اشارہ بھی کرتے ہیں۔

References

1. Al-Zarkali, Al-Damashki, Khair ul Din bin Mahmood bin Muhammad bin Ali bin Faris, (1396 A.H.), Alaam, Bruit:Dar ul Ilm lil-Malayeen, 15 May, 2002, 155/7
2. AL-Katani, Abdul Hay bin Abdul Kabeer, Fahris ul Faharis, Bruit: Dar Gharb il Islami, 1986, vol. 02, p. 1062
3. Al-Fateeh, Mohammad Nizam ul Din, Muqadima Kitab Azwaz ul Nabi, Bruit: Dar e ibn e Kaseer, 1995, p. 10
4. Hafiz Muaz, Prof, Imam Shami and Sublul Huda, Fikr o Nazr, Islamabad: Tahqiqat Islami, vol. 44, issue 02, p. 67
5. Abdul Moujood, AAdil Ahmad, Al-Shaikh / Ali Mohammad Moauz, Al-Shaikh, Muqadima Subul Huda wal Rashad, Bruit: Dar ul Kutab al-Ilmia, 1993, vol. 01, p. 40,41
6. Mustafa Al-Saqaa wa Ikhwan, Muqadima Seerat e ibn e Hisham, Bruit: Dar ul Ahya al-Arbi, vol. 01, p. 13
7. Ibid, Muqadima Seerat e ibn e Hisham, vol. 01, p. 40
8. Ibid
9. Al-Shami, Mohammad bin Yousuf bin Ali, Subul Huda wal Rashad, Dar ul Kutab al-Ilmia, 1993, vol. 01, p. 08
10. Al-Shami, Subul Huda, vol. 01, p. 05
11. Yousuf, 12: 23
12. Al- Qushairi, Al-Naishapuri, Abu al Hussain Muslim bin Al-Hajjaj (261 A.H.), Sahih Muslim, Bruit:

Dar ul Hiyal, 1334 A.H., Hadith, 128
13. Yousuf, 12: 53
14. Al-Shami, Subul Huda, vol. 11, p. 477
15. Yousuf, 12: 32
16. Al-Shami, Subul Huda, vol. 11, p. 477
17. Yousuf, 12: 42
18. Al-Tibri, Abu Ja'far Mohammad bin Jarir (310 A.H.), Tafseer Tibri/ Jamea al-Bayan fi Taweel Al-Quran, Bruit: Moassa tul Risala, 2001, vol. 16, p. 112/ Al-Shami, Subul Huda, vol. 11, p. 481
19. Yousuf, 12: 46
20. Al-Shami, Subul Huda, vol. 1, p. 535
21. Yousuf, 12: 46
22. Al-Syouti, Abdul Rehman bin Abi Bakr, Jalal ul Din (911 A.H.), Al-Durr ul Mansoor, Bruit: Dar ul Fikr, vol. 4, p. 543/ Yousuf, 12: 53/ Al-Shami, Subul Huda, vol. 9, p. 331
23. Yousuf, 12: 76
24. Al-Shami, Subul Huda, vol. 12, p. 15
25. Ibid
26. Al-Shami, Subul Huda, vol. 12, p. 15
27. Yousuf, 12: 80
28. Maryam, 16: 52
29. Al-Shami, Subul Huda, vol. 1, p. 529
30. Al-Hajr, 15: 94
31. Al-Shami, Subul Huda, vol. 9, p. 415
32. Yousuf, 12: 84
33. Yousuf, 12: 91
34. Al-Shami, Subul Huda, vol. 9, p. 427
35. Al-Shami, Subul Huda, vol. 11, p. 135
36. Yousuf, 12: 92
37. Al-Syouti, Al-Durr ul Mansoor, Vol. 4, p. 578/Al-Shami, Subul Huda, vol. 05, p. 242
38. Ibid/Al-Shami, Subul Huda, vol. 07, p. 18
39. Yousuf, 12: 93
40. Ibid
41. AL-Baqara, 02: 213
42. Al-Insan, 75: 14/Al-Shami, Subul Huda, vol. 10, p. 413,414
43. Yaseen,36: 69
44. Yousuf, 12: 106
45. Ibid
46. Al-Shami, Subul Huda, vol. 02, p. 178
47. Yousuf, 12: 111
48. Al-Naziaat, 79: 46
49. Al-Syouti, Al-Durr ul Mansoor, vol 4, p. 598/Al-Shami, Subul Huda, vol. 12, p. 214